شب قدر

بیان

جامع مسجد قباء

ہر بنس پورہ لاہور

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی عباسی صاحب حفظہ اللہ

مہتمم جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور

اِدارہ آبِ حیات ٹرسٹ ®

غوثیہ گارڈن 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ

0300-9458876

دار القلم 0321 6775072



نام کتاب..شب قدر

افادات...مولانا محمود الرشید حدوٹی

بیان............................جامع مسجد قباء افتخار پارک ہربنس پورہ لاہور

تاریخ..............۱۱جون ۲۰۱۸ء مطابق ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

اہتمام خاص..............مولانا محمد کاشف صاحب خطیب جامع مسجد قباء

سرورق........انعام صاحب تلمیذ رشید جناب عبد الرشید قمر صاحب

طباعت بتعاون.................................. صدائے اسلامک فاؤنڈیشن

توجہ خاص.........جناب میاں محمد افضل صاحب وحافظ عمیر صاحب

ناشر.......................................ادارہ آب حیات ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

جامعہ رشیدیہ غوث گارڈن فیز ۲ جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ

فہرست مضامین

حضرت مولانا محمد کاشف صاحب
خطیب جامع مسجد قباء ہربنس پورہ لاہور

استاذ العلماء حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب مدظلہ العالی ہمارے استاذ ہیں، جس زمانے میں حضرت مولانا حدوٹی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور میں مدرس تھے، اس زمانے میں بندہ نے تین چار سال ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، حضرت ہماری محفل میں ہماری خصوصی دعوت پر تشریف لائے ہیں، حضرت ہمارے انتہائی شفیق اور مہربان استاذ رہے ہیں، حضرت سے ہمیں ہمیشہ بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت عطا فرمائے۔

جس زمانے میں ہم حضرت کے پاس جامعہ اشرفیہ میں پڑھتے تھے اسی زمانے سے آپ کی زیر ادارت مقبول ترین، پسندیدہ ترین میگزین ماہ نامہ آب حیات لاہور شائع ہو رہا ہے، الحمد للہ ایک طویل عرصہ آب حیات اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے، اس میں اصلاحی مضامین تحریر کیے جاتے ہیں، آب حیات ہمہ قسم تفرقہ، تشتت اور گروہ بندی کی دعوت سے پاک رسالہ ہے، میری اپنے تمام ساتھیوں سے استدعا ہے کہ وہ استاذ محترم حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب کی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہ نامہ آب حیات کے ساتھ تعلق بنائیں اور استاذ جی کی زیر سرپرستی چلنے والے رفاہی ادارہ "ادارہ آب حیات ٹرسٹ کا حصہ بنیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشیں اور کوششیں قبول فرمائے۔ آمین

ابتدائی کلمات



بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (١) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (٢) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (٣) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ (٤) سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (٥)صدق اللہ العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم

محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! جامع مسجد قباء ہربنس پورہ لاہور کے خطیب حضرت مولانا محمد کاشف صاحب نے آج کے پروگرام کے لیے فرمایا، میں نے ہامی بھرلی اور آپ حضرات کی زیارت سے مشرف ہورہاہوں، یہ ملاقات اللہ کے لیے کرانے کاذریعہ مولاناکاشف صاحب ہیں، جن کے ساتھ ایک عرصہ سے اپنا تعلق ہے، ماشاءاللہ اتنی بڑی مسجد کی خطابت کی ذمہ داری ان کے سر ہے، یہ میرے ان ساتھیوں میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ اپنا قیمتی سرمایہ ہیں۔

ایک بزرگ(مرزامظہر جان جاناںؒ) نے اپنے ایک شاگرد(مولاناثناء اللہ پانی پتی) کے بارے میں فرمایا تھاکہ اگراللہ پاک نے مجھ سے پوچھ لیاکہ توکیالے کرمیری بارگاہ میں آیاہے تومیں کہہ دوں گاکہ میں ثناءاللہ پانی پتی کولے کرآیاہوں،

اسی طرح میں بھی اللہ کی بارگاہ میں مولانا کاشف صاحب جیسے ساتھیوں کو پیش کر سکتا ہوں، جو بڑی تندہی کے ساتھ، بڑی جانفشانی کے ساتھ اللہ کے دین کا کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ مزید ہمت، توفیق اور برکت سے مالا مال فرمائے۔

مولانا کاشف صاحب ذریعہ بن گئے آپ کی زیارت اور دیدار کا، محشر کا دن ہو گا وہاں ایک آواز آئے گی کہ این المتزاورین فی وہ لوگ کہاں ہیں جو صرف میری خاطر ایک دوسرے کا دیدار اور زیارت کیا کرتے تھے؟ پھر ایک آواز آئے گی کہ این المتجالسین فی وہ لوگ کہاں ہیں جو میری خاطر ایک دوسرے کے پاس بیٹھا کرتے تھے، ان کا کوئی مفاد اور مطلب ایک دوسرے کے دیدار اور ایک دوسرے کی مجالست سے نہیں تھا، وہ صرف میری خاطر ایک دوسرے سے ملتے تھے۔



میرے محترم دوستو! جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں یہ آخری پارے میں موجود سورۃ القدر کی آیات ہیں، جو پانچ آیات پر مشتمل ہے، یہ مکی سورت ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

اللہ کے حبیب ﷺ نے جب اپنے صحابہ کرامؓ کے سامنے پہلے وقتوں کے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو شب بھر عبادت میں مصروف رہتا تھا اور دن بھر ہتھیار لٹکائے میدان حرب وضرب میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھاتا تھا، وہ ایک ہزار ماہ تک تسلسل کے ساتھ ایسا کرتا رہا، یہ بات سن کے نبی کریم ﷺ کے دیوانے، پروانے اور مستانے صحابہ کرامؓ حیرت میں گم ہو گئے، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے جبریل

علیہ السلام کو دوڑایا کہ میرے حبیب ﷺ کو جا کر یہ آیات سنادیں کہ آپ ﷺ کی امت کو رمضان المبارک میں ایک ایسی رات ملی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یہ اعزاز اور اکرام اسی امت کا ہے جس کے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں، ورنہ پہلی امتوں کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی، ایک بار سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پہاڑی سے گزرے تو انہوں نے ایک سفید رنگ کی چٹان دیکھی، جس کے گرد چکر لگانے لگے اور اسے دیکھ کر حیران ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے دیکھا ہے میں اس سے بھی حیران کن بات آپ کو بتاؤں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہاں دکھائیں، اس کے بعد یہ چٹان پھٹی جس سے ایک آدمی نکلا، جس کے ہاتھ میں ایک سبز چھڑی تھی، اس کے قریب ایک انگور کا درخت تھا۔

اس آدمی نے کہا کہ یہ میرا روزانہ کا رزق ہے، اس پر عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا کہ تو کب سے یہاں اس پتھر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں چار سو سال سے اس پتھر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہوں، اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میرا نہیں گمان کہ آپ نے اس سے افضل کوئی مخلوق پیدا کی ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے شعبان کی نصف رات کو امت محمدیہ میں سے دو رکعت نفل پڑھے وہ اس کی چار سو سالہ عبادت سے بہتر ہے، اس پر حضرت عیسی علیہ السلام نے اس تمنا کا اظہار کیا کہ کاش میں امت محمد ﷺ میں سے ہوتا۔

آپ اندازہ فرمایئے کہ اس امت کی شعبان کی نصف رات کا کیا مقام ہے اور اس امت کی لیلۃ القدر کا کیا مقام ہے، جسے ہزار مہینوں سے افضل اور بہترین قرار دیا ہے، یہ اسی امت کا اعزاز اور افتخار ہے۔

ضمیر واحد کی لانے میں حکمت

یہاں اللہ تعالٰی نے سورۃ القدر میں انا انزلناہ واحد مذکر کی ضمیر استعمال فرمائی ہے، جس کا مرجع یہاں قریب میں موجود نہیں ہے، لیکن اس کا مرجع سورۃ الدخان میں موجود ہے جہاں فرمایا گیا کہ ہم نے اس قرآن کریم کو مبارک رات میں اتارا ہے، اس کا مرجع سورۃ البقرہ میں موجود ہے کہ ہم نے اس قرآن کو رمضان کے مہینے میں اتارا ہے۔

اللہ نے یہاں تصریح نہیں کی، تصریح کو چھوڑ دیا کیونکہ صراحت کو چھوڑنے کی وجہ سے اس چیز کی عظمت کو مزید چار چاند لگ گئے ہیں، اس کے نزول کی نسبت اپنی طرف کر دی ہے، اس کے نزول کو اپنی ذات کے ساتھ خاص کیا ہے، اللہ یہاں ضمیر لائے ہیں، نام ذکر نہیں کیا جو اس کے معزز ہونے کی شہادت ہے۔

اس کا مرجع یہاں اس لیے نہیں ذکر کیا کہ جس کو اللہ نے اتارا ہے وہ مشہور ہے، قرآن کریم میں کئی اور ایسی چیزیں بیان کی گئی ہیں جن کی شہرت کی وجہ سے صراحت سے ذکر نہیں کیا گیا، جیسے سورۃ الواقعہ میں اذا بلغت الحلقوم کا ذکر کیا، جس سے مراد موت ہے، موت کو واضح ذکر نہیں کیا کیونکہ حلقوم تک پہنچنے والی چیز موت ہی ہے۔

پھر یہاں اللہ تعالٰی نے انا انزلناہ فرمایا ہے، یہ انداز کئی اور مقامات پر اللہ تعالٰی نے اختیار فرمایا ہے، جیسے سورۃ الحجر میں ذکر کے نزول کے ساتھ انا نحن فرمایا، سورۃ نوح میں نوح علیہ السلام کے تذکرہ میں انا ارسلنا فرمایا، سورۃ الکوثر میں انا اعطیناک فرمایا، حالانکہ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانے کا ذکر فرمایا تو وہاں انی جاعل فرمایا، وہاں انا جاعل فی الارض نہیں فرمایا، یہاں قرآن کریم

کے نزول کے ساتھ انا انزلناہ فرمایا ہے یہ انداز کبھی کبھی تعظیم و عظمت کے لیے اختیار کیا جاتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو وحدہ لاشریک ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں ہے، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے، اس لیے یہاں انا انزلناہ کو جمع سمجھنا یا جمع پر محمول کرنا محال ہے، کیونکہ اگر معبود ایک کی بجائے دو ہوتے تو دونوں کا الوہیت والا رتبہ ختم ہو جاتا۔

رمضان اور آسمانی کتابوں کا نزول

اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ قرآن کریم کو ہم نے رمضان المبارک میں اتارا ہے، پھر رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں اتارا ہے، یکبارگی لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت العزت پر اتارا، پھر تئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے نبی کریم ﷺ پر اتارا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابیں اور صحیفے رمضان المبارک میں نازل فرمائے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے یکم رمضان المبارک میں نازل فرمائے، اس کے سات سو سال بعد حضرت موسیٰ پر تورات چھ رمضان میں اتاری، اس کے پانچ سو سال بعد بارہ رمضان کو زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اتاری، پھر چھ سو سال بعد اٹھارہ رمضان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اتاری، پھر ساڑھے پانچ سو سال بعد حضرت نبی کریم ﷺ پر چوبیس رمضان المبارک کو قرآن کریم نازل فرمایا۔

قدر کا کیا معنیٰ ہے؟

یہاں اللہ تعالیٰ نے اس رات کے ساتھ قدر کا لفظ استعمال فرمایا ہے، قدر کا معنیٰ تقدیر ہے، جیسے سورۃ الفرقان میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کا مناسب اندازہ فرمایا، اس رات میں اللہ تعالیٰ آنے والے سال کے لیے جو امور چاہتا ہے وہ مقدر فرما دیتا ہے کہ اس سال میں کتنے لوگوں پر موت آئے گی، کتنے لوگ پیدا

ہوں گے اور لوگوں کو کتنا رزق دیا جائے گا، پھر یہ امور اس جہاں کی تدبیر کرنے والے فرشتوں کے سپرد کر دیے جاتے ہیں اور وہ چار فرشتے ہیں، جبریل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ سے لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سال کتنا رزق دیا جائے گا اور کتنی بارشیں ہوں گی، کتنے لوگ زندہ رہیں گے اور کتنے مر جائیں گے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شب قدر میں بیت اللہ کا حج کرنے والوں کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کسی نام کی کمی کی جاتی ہے اور نہ کسی نام کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی شب میں مستقبل میں ہونے والے امور کے متعلق فیصلے فرماتا ہے اور شب قدر میں ان فیصلوں کو ان فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے جو ان کو نافذ کرتے ہیں۔

اس رات کو شب قدر کہنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ قدر کا معنی عظمت اور شرف ہے، اسی معنٰی میں سورۃ الانعام میں ارشاد ہے وَمَا قَدَرُوااللّٰہ حَقَّ قَدرِہٖ (الانعام) انہوں نے اللہ کی ایسی قدر نہیں کی جیسی قدر کرنے کا حق تھا، جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی کی بہت قدر و منزلت ہے۔

حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس رات میں عبادت کرنے کی بہت قدر و منزلت ہے اور اس کا بہت زیادہ اجر و ثواب ہے، حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی کوئی قدر و منزلت نہ ہو، جب وہ اس رات کو عبادت کرتا ہے تو وہ بہت قدر اور عظمت والا ہو جاتا ہے۔

کسی بزرگ کا ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو شب قدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والی کتاب، بہت عظیم الشان رسول پر، بہت عظمت والی امت کے لئے نازل کی گئی ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

او ایک قول یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ بہت خیر اور برکت اور مغفرت نازل فرماتا ہے۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس رات کو لیلۃ القدر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے لئے رحمت کو مقدر کر دیا ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ تقدیر اس رات کو نہیں بنتی کیونکہ تقدیریں تو آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے ہی ازل میں مقدر ہو چکی ہیں، یہاں صرف ان تقدیروں کا اظہار ہوتا ہے، اس رات میں فرشتوں کے سپرد کی جاتی ہیں۔

قدر کا ایک معنٰی علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں الضیق لکھتے ہیں، ضیق کا معنٰی تنگی ہے، اس رات میں اتنے زیادہ فرشتے زمین پر اترتے ہیں کہ زمین ان کی کثرت کے باعث تنگ پڑ جاتی ہے۔

لیلۃ القدر پوشیدہ کیوں رکھی گئی؟

ہزار مہینوں سے افضل اور بہتر رات ہم سے کیوں چھپائی گئی؟ ہمیں اس کی اطلاع نہیں دی گئی، اگر اللہ تعالیٰ بتادیتے تو ہم خوب سیر ہو کر اس میں اللہ کی عبادت و بندگی بجالاتے اور اسے خوش کرتے، مگر اللہ نے اسے کیوں پوشیدہ رکھا یہ اس کی حکمت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو اسی طرح مخفی اور پوشیدہ رکھا جس طرح ساری اشیاء اس نے مخفی اور پوشیدہ رکھی ہیں، ان میں حکمت اور مصلحت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا نیکیوں میں چھپا رکھی ہے، اور نیکیوں کی لمبی فہرست ہے، نماز بھی نیکی، روزہ بھی نیکی، حج بھی نیکی، زکوٰۃ ادا کرنا بھی نیکی، انفاق فی سبیل اللہ بھی نیکی، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی نیکی، روڑہ ہٹانا بھی نیکی، مسلمان کو مسکرا کر بولنا اور ملنا بھی نیکی ہے، ماں باپ کا دیدار کرنا بھی نیکی، ان سے حسن سلوک بھی نیکی، صدقہ و خیرات کرنا بھی نیکی، اے اللہ! تو کس نیکی پر راضی ہوتا ہے، یہ بات اللہ نے پوشیدہ رکھی ہے تاکہ ہر نیکی کی طرف شوق اور رغبت رکھی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے نافرمانی اور گناہ میں اپنا غصہ پوشیدہ رکھا ہوا ہے، گناہوں اور بدنظری کی ایک لمبی فہرست ہے، جن پر علماء نے کتابیں لکھی ہیں، ان میں بدنظری کرنا، بدنگاہی کرنا، غیبت کرنا، کسی کا مال چرانا، کسی کے ساتھ حسد کرنا یہ سارے گناہ اور برائیاں ہیں، اللہ کس سے ناراض ہوتا ہے، اس کو اللہ نے اس لیے چھپا رکھا ہے تاکہ ہر گناہ اور ہر نافرمانی سے احتراز کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں اپنے ولیوں کو چھپا رکھا ہے، کہ انہیں مسجد کی صفوں میں تلاش کرو، نیکوں کے مجمع میں تلاش کرو، اگر اللہ ظاہر کر دیتے کہ فلاں شخص ولی ہے تو پھر لوگ ایک شخص کے ساتھ محبت اور عقیدت کا دم بھرتے ہوئے باقی انسانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے، ان کی بے اکرامی اور بے توقیری کرتے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ولیوں کو پوشیدہ اور مخفی رکھا ہوا ہے تاکہ سب لوگوں کا اکرام کیا جائے، سب کی تعظیم کی جائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جمعہ والے دن ایک ایسی گھڑی رکھی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے، اب جمعہ کا دن رات بارہ بجے شروع ہو جاتا ہے، صبح ہو جاتی ہے، دوپہر ہو جاتی ہے، جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے، اللہ نے کسی خاص گھڑی کے بارے میں نہیں بتایا کہ یہ گھڑی وہ ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے، ورنہ لوگ اسی گھڑی میں دعائیں

مانگتے، زاریاں کرتے اور فارغ ہو کر بیٹھ جاتے، اللہ تعالیٰ نے اس گھڑی کو مخفی اور پوشیدہ رکھا ہے تاکہ ہر گھڑی میں دعاؤں میں خوب کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا اسم اعظم لوگوں سے چھپایا ہوا ہے، ورنہ اس کی اہمیت کے پیش نظر لوگ اسے اختیار کرتے اور اللہ کے باقی صفاتی ناموں کی طرف دھیان چھوڑ دیتے، اس لیے اللہ نے اسم اعظم کو مخفی رکھا، پوشیدہ رکھا تاکہ سارے ناموں کی تعظیم کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صلاۃ الوسطیٰ کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، مگر اسے پوشیدہ رکھا ہوا ہے، کسی پر واضح نہیں کیا کہ کون سی نماز صلاۃ الوسطیٰ ہے، کوئی کیا کہتا ہے اور کوئی کیا بتاتا ہے، اللہ نے صلاۃ الوسطیٰ کو اس لیے پوشیدہ اور مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ ساری نمازوں کی حفاظت کریں، ان کا اہتمام کریں۔

اللہ تعالیٰ نے توبہ کی قبولیت والی گھڑی کو مخفی اور پوشیدہ رکھا ہے، کسی کو نہیں بتایا کہ فلاں وقت توبہ کرو تو توبہ قبول کروں گا اور فلاں وقت کرو تو نہیں کروں گا، اللہ نے اس گھڑی، اس وقت کو اس لی ے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ ہر آن اور ہر لمحہ ہمہ قسم کے گناہوں سے توبہ کی جائے۔

موت ہر کسی کو آئے گی، مگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اطلاع نہیں دی کہ تو نے کب مرنا ہے؟ کس وقت مرنا ہے؟ تاکہ انسان ہمہ وقت موت کے لیے تیار رہے، موت سے ڈرتا رہے کہ اسے ایک دن مرنا ہے اور اس جہاں کو چھوڑنا ہے۔

یہی کچھ مصلحت اس رات (شب قدر) کے لیے بھی ہے، اسے اس لیے پوشیدہ رکھا تاکہ اسے رمضان المبارک کی تمام راتوں میں تلاش کیا جائے۔

پھر اس رات کو اس لیے پوشیدہ رکھا گیا کہ اگر اسے بتا دیا جاتا ہے کہ فلاں رات شب قدر ہے تو پھر لوگ گناہوں پر جری ہو جاتے، وہ گناہوں کے ارتکاب کی جسارت

کرتے، اس امید سے کہ شب قدر میں گناہوں سے توبہ کرلیں گے، معافی مل جائے گی۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے جب اس رات کی قدر ومنزلت اس قدر ہے، اس میں کی جانے والی عبادت بھی بڑی شان والی ہے تو اس میں گناہ کا ارتکاب کرنا بھی بہت خسارے اور نقصان کا سودا ہے۔

یہ بات ہمیں شیطان پڑھائے گا کہ جی نیکیوں کا اجر وثواب تو بڑھا چڑھا کر دیا جاتا ہے جب کہ گناہوں کی سزا اتنی ہی ہے جس قدر گناہ کیا ہے، مگر شب قدر میں کیے جانے والے گناہ اور عام راتوں میں کیے جانے والے گناہ میں فرق ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سوئے ہوئے شخص کو دیکھا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے جگاؤ کہ وضو کرے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے جگایا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نیکی کے کاموں میں سب سے آگے بڑھنے والے ہیں، آپ نے خود اس سونے والے شخص کو کیوں نہیں جگایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ تیرے جگانے کی وجہ سے اگر وہ کسی رد عمل کا اظہار کرتا تو تیرے ساتھ ایسا کرنے کی وجہ سے وہ کافر نہ ہوتا، اس کا یہ عمل کفر نہ ہوتا، مطلب یہ کہ اگر وہ میرے جگانے سے کسی رد عمل کا اظہار کرتا تو اس کا یہ عمل کفر ہوتا، تو میں نے اس کے انکار کی صورت میں ہونے والی جنایت اور گناہ کو ہلکا کرنے کی وجہ سے آپ سے کہا کہ آپ اسے جگائیں۔

آپ اندازہ فرمایئے کہ رؤف ورحیم رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے امتی پر اس قدر شفقت اور مہربانی تھی تو اللہ کے بارے میں کیا خیال ہے جو ستر ماؤں سے زیادہ اپنے بندے سے پیار کرتا ہے۔

پتا چلا کہ شب قدر کی فضیلت اور عظمت جان کر جو شخص اس میں اللہ کی اطاعت وبندگی کرے گا تو وہ ایک ہزار مہینے کی عبادت وطاعت کا ثواب پالے گا۔

اور یہ بات یہاں خود ہی سمجھ آ گئی کہ جو اس رات میں گناہ کرے گا، جسے پتا ہو کہ یہ شب قدر ہے تو اس کے گناہ کی سزا بھی ہزار مہینوں کے گناہوں اور نافرمانیوں کی سزا کی طرح ہے، اس لیے سزا کو دور کرنا ثواب حاصل کرنے سے زیادہ بہتر بات ہے، ثواب نہ ملے تو اتنا نقصان نہیں ہے جتنا سزا ملنے سے نقصان کا اندیشہ ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ نے اس رات کو اس لیے ہم سے پوشیدہ رکھا تا کہ ہم اسے تلاش کرنے میں خوب کوشش کریں، کوشش کرنے کا ثواب بھی حاصل کریں، جب آدمی کو کسی ایک رات کے شب قدر ہونے کا یقین نہیں ہوگا تو پھر وہ رمضان کی ساری راتوں میں اطاعت وفرمانبرداری کرے گا۔ اسے یہی امید لگی رہے گی کہ ہو سکتا ہے یہی رات شب قدر ہو۔

ایسے عبادت گزاروں اور شب بیداروں پر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! تم تو کہتے تھے کہ وہ زمین میں فساد مچائیں گے اور خون ریزی کریں گے، یہ دیکھو یہ لوگ ایک ظنی رات کی قدر ومنزلت کی خاطر کس قدر کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اگر انہیں پتا چل جاتا کہ شب قدر یقینی ہے تو پھر ان کی کوشش کا عالم کیا ہوتا؟ یہی وہ موقع ہے جب اِنِّی اَعلَمُ مَالَا تَعلَمُونَ کا راز افشاں ہو جاتا ہے۔

جب رات کی یہ فضیلت اور شان ہے تو پھر اس رات کے بعد والا دن بھی قابل احترام و قابل قدر ہے، اس لیے کہ دن رات کے تابع اور بعد میں آتا ہے۔

اس رات کی فضیلت وقتی نہیں تھی جس طرح کچھ لوگوں نے کہا کہ اس رات کو فضیلت قرآن کریم کے نزول کی وجہ سے ملی ہے، اور یہ ایک ہی بار ہوا ہے، اس لیے

اب اس کی فضیلت نہ رہی، لیکن درست بات یہ ہے کہ اس رات کو یہ فضیلت وقتی نہیں ملی بلکہ یہ رات اب بھی فضیلت والی ہے اور جب تک رمضان المبارک میں عبادت گزار عبادت کرتے اور شب بیدار شب بیداری کرتے رہیں گے تب تک اس کی فضیلت باقی رہے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جو شخص سال بھر کی راتوں میں قیام کرتا رہے گا وہ اس رات کو پالے گا، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر شب برأت سے کی ہے، مگر امت کا ایک کثیر طبقہ کہتا ہے کہ یہ رات رمضان کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ قرآن کریم میں اللہ نے واضح فرمایا کہ ہم نے قرآن کو رمضان کے مہینے میں اتارا ہے۔ پھر یہاں فرمایا کہ ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ہے، اس لیے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآن کریم میں جس شب قدر کا ذکر ہے وہ رمضان میں ہی ہے، اگر اس رات کو رمضان میں نہیں مانا جاتا تو پھر قرآن کریم کی دونوں آیات میں سخت تناقض پایا جاتا ہے، اس لیے مجھے کہنے دیجیے کہ قرآن رمضان میں آیا اور رمضان کی شب قدر میں آیا۔

شب قدر کونسی ہے؟

اب جب شب قدر رمضان میں ہے تو کون سی ہے؟ اس بارے میں اہل تفسیر علماء نے اپنی جانفشانی اور ہمت سے علماء کے اقوال جمع کیے ہیں، اہل تفسیر نے آٹھ اقوال نقل فرمائے ہیں

(۱) ابن رزین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شب قدر رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔

(۲) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان کی سترہویں رات ہے۔

(۳) انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ شب قدر رمضان کی انیسویں رات ہے۔

۴ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان کی اکیسویں رات ہے۔

۵ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان کی تئیسویں رات ہے۔

۶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان المبارک کی چوبیسویں رات ہے۔

۷ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان المبارک کی پچیسویں رات ہے۔

۸ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرات صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔

بعض حضراتؒ کا کہنا ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کی انتیسویں رات ہے۔

جن حضرات نے رمضان کی پہلی رات کو شب قدر مانا ہے وہ حضرت وہب کی روایت سے استدلال کرتے ہیں، جس میں انہوں نے کہا کہ یکم رمضان کی رات میں حضرت ابراہیم کے صحیفے نازل ہوئے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سترہ رمضان کو شب قدر ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس رات کی صبح کو واقعہ بدر پیش آیا تھا۔ جنہوں نے انیسویں شب کو شب قدر قرار دیا انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت کو سامنے رکھا۔

جن حضرات کے نزدیک شب قدر ستائیسویں کو ہے وہ استدلال کرتے ہیں اس روایت سے جس میں پانی اور مٹی کا ذکر ہے۔

ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا، جو میرے دوست تھے، انہوں نے کہا:

اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العَشْرَ الأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا، وَقَالَ: «إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ القَدْرِ، ثُمَّ

أُنْسِيتُهَا - أَوْ نُسِّيتُهَا - فَالْتَمِسُوهَا فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي الوَتْرِ، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْيَرْجِعْ»، فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ سَقْفُ المَسْجِدِ، وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ، وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي المَاءِ وَالطِّينِ، حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ(بخاری)

ہم نے رمضان کے متوسط عشرہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا، آپ بیس رمضان کی صبح کو باہر آئے اور آپ نے ہمیں خطبہ دیا اور آپ نے فرمایا: مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی تھی، پھر بھلا دی گئی، اب تم اس کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں، پس جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا تھا وہ لوٹ جائے، ہم لوٹ گئے اور ہم آسمان میں کوئی بادل نہیں دیکھتے تھے، پھر اچانک بادل آیا اور بارش ہوئی اور مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور اس کی چھت میں کھجور کی شاخیں تھیں، اور نماز کی اقامت کہی گئی، پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے تھے، حتیٰ کہ میں نے آپ کی پیشانی پر مٹی کا نشان دیکھا۔

جو لوگ ستائیسویں پر ڈٹ گئے کہ یہی رات شب قدر ہے تو ان کا کہنا یہ ہے کہ اس سورت میں تیس کلمات ہیں، جن میں سے ستائیس حروف لیلۃ القدر کے ہیں، تیس کلمات مہینے کی طرف اشارہ ہے، جب کہ لیلۃ القدر کا استعمال تین بار ہوا ہے، جو ستائیس حروف بنتے ہیں، اس سے یہ اشارہ ہے کہ شب قدر ستائیس کو ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ھی حتی مطلع الفجر سے استدلال کیا ہے کہ یہ ستائیسواں کلمہ ہے اس سورت کا، جو اس طرف اشارہ کرتا ہے شب قدر ستائیسویں ہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمام اعداد میں اللہ تعالیٰ کو محبوب طاق عدد ہے اور طاق میں بھی سب سے زیادہ محبوب سات کا ہندسہ ہے، اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے، اللہ نے سات زمینیں بنائیں، ہفتے کے دن سات بنائے، جہنم کے درکات سات بنائے، خانہ کعبہ کے طواف کے چکر سات مقرر فرمائے، انسانی جسم میں موجود سات اعضاء ایسے ہیں جو سجدہ کرتے ہیں، یہ ساری باتیں اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ شب قدر ستائیسویں ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک باریک نکتہ بیان فرمایا کہ لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں، اور لیلۃ القدر اس سورت میں تین بار ذکر کیا گیا ہے، تو ان نو حروف کو تین کے ساتھ ضرب دیں تو نتیجہ ستائیس آتا ہے۔

جو حضرات انتیسویں شب کو شب قدر قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی ہے، جس میں بندہ مومن کی نیکیاں پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں، بلکہ یوں کہہ لو کہ رمضان کی ابتدا مثل آدم ہے اور انتہاء مثل مصطفے ہے۔ اس ماہ کے آخر میں اس قدر لوگوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کیا جاتا ہے جس قدر اول رمضان سے لے آخری رمضان تک آزاد کیے جاتے ہیں۔

کچھ اہل نظر نے رمضان کے پہلے دن کو ایسا دن قرار دیا جس میں بچہ کی پیدائش پر مسرت اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، بچہ کی پیدائش پر شکر ادا کیا جاتا ہے، جب کہ رمضان کی آخری رات تو فراق اور جدائی کی رات ہوتی ہے، اس جدائی میں یوں غم وحزن ہوتا ہے جیسے کسی کا بچہ فوت ہو گیا ہو، اس لحاظ سے یہ صبر کی رات ہے، اس طرح ہر شخص جان سکتا ہے کہ مسرت وشادمانی کی رات اور غم وفراق کی رات میں کتنا فرق ہے؟

شب قدر کیا ہے؟

وَما أَدْراكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾

اور تم کیا جانو لیلۃ القدر کیا ہے''۔ یہ اس قدر عظیم ہے کہ انسانی فہم وادراک کی حدود سے ماوراء ہے۔ بس یہی ہے اس کا مفہوم اور اس سلسلے میں عامتہ الناس میں جو اوہام و خرافات مشہور ہیں۔ ان کے تذکرے کی یہاں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس یہ ایک نہایت ہی عظیم رات ہے، اور اس کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ اس کو اللہ نے ایک عظیم کام کے لئے منتخب کیا ہے یعنی نزول قرآن کریم کے لئے اور اس لئے کہ اللہ نے اس رات کو اپنے نور سے پوری کائنات کو بھر دیا۔ اور اس رات کو اللہ نے انسانیت کو وہ چیز عطا کی تھی جس کی اسے بے حد ضرورت تھی۔ انسانی روح اور انسانی زندگی کو اس رات یہ عطیہ ملا یعنی عمومی امن وسلامتی اور امن وسلامتی کا پیغام یعنی قرآن دیا۔ جس میں صحیح عقائد و تصورات وضاحت سے بیان ہوئے۔ جس میں ایسے آداب زندگی ثبت ہوئے جن کی وجہ سے انسانی ضمیر اور انسانی ماحول یعنی پوری زمین کو سلامتی ملی۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے ایک ہزار مہینے تک جہاد کیا تھا مسلمان اس پر حیران ہوئے تو یہ آیات نازل ہوئیں یعنی ایک رات ان ہزار مہینوں سے افضل ہے جن میں اس آدمی نے جہاد کیا تھا اس کی مثل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، وہ آدمی مسلمان تھا اس کی ماں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ نذر مانی تھی وہ ایسی بستی میں رہتا تھا جو بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے وہ ان کے قریب ہی رہتا ہے اس نے اکیلے ہی جہاد کرنا شروع کر دیا وہ قتل کرتا، گرفتار کرتا اور جہاد کرتا وہ ان کے ساتھ

اونٹ کے جبڑے سے جہاد کیا کرتا تھا جب وہ ان سے جنگ کرتا اور وہ اس کے ساتھ جنگ کرتے اور اسے پیاس لگتی تو دونوں جبڑوں کے درمیان سے میٹھا پانی نکلتا جسے وہ پی لیتا اسے بطش کی قوت دی گئی تھی اسے لوہا وغیرہ درد نہیں دے سکتا تھا اس کا نام شمسون تھا۔

کعب الاحبار نے کہا: وہ آدمی بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا اس نے کوئی اچھا کام کیا اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کی طرف وحی کی فلاں کو کہو وہ کوئی آرزو کرے۔ اس نے یہ عرض کی، اے میرے رب! میں آرزو کرتا ہوں کہ میں اپنے مال اولاد اور جان کے ساتھ جہاد کروں اللہ تعالیٰ نے اسے ایک ہزار بچے دیے وہ اپنے مال کے ساتھ لشکر میں بچے کو تیار کرتا اور اسے مجاہد کے طور پر اللہ کی راہ میں بھیج دیتا وہ ایک ماہ تک اسی طرح رہتا وہ بچہ شہید ہو جاتا پھر وہ دوسرے لشکر میں تیار کرتا اس کا ہر بچہ ایک ماہ میں قتل ہو جاتا اور وہ بادشاہ اس کے ساتھ رات کو عبادت کرتا اور دن کو روزے رکھا کرتا اس کے ہزار بچے ہزار ماہ میں شہید ہو گئے پھر وہ خود آگے بڑھا اس نے جہاد کیا اور شہید کر دیا، لوگوں نے کہا، کوئی آدمی بھی اس بادشاہ کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا، تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو نازل فرمایا یعنی یہ ایک رات اس بادشاہ کے ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس نے عبادت کرتے ہوئے روزے رکھتے ہوئے نفس، مال اور اولاد کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے گزارے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے چار آدمیوں کا ذکر کیا فرمایا، انہوں نے اسی سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور آنکھ جھپکنے کے برابر اس کی نافرمانی نہ کی۔ حضور ﷺ نے حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل بن عجوز اور حضرت یوشع بن نون کا ذکر کیا نبی کریم ﷺ کے

اصحاب اس پر حیران ہوئے، حضرت جبریل امین تشریف لائے عرض کی، اے محمد ﷺ آپ کی امت ان لوگوں کی اسی سال تک کی عبادت پر حیران ہوئی جنہوں نے آنکھ جھپکنے کے برابر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس سے بہتر چیز نازل فرمائی پھر اس سورت کو پڑھا، رسول اللہ اس سے بہت خوش ہوئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اسے کہتے ہوئے سنا جس پر مجھے اعتماد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سابقہ امتوں کی عمریں دکھائی گئیں گویا آپ نے اپنی امت کی عمروں کو قلیل جانا اور یہ خیال کیا کہ یہ لوگ عمل کی اس سطح تک نہ پہنچ پائیں گے جہاں دوسری امتوں کے لوگ اپنی لمبی عمروں کی وجہ سے پہنچے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لیلۃ القدر سے نوازا اور اسے ہزار مہینوں سے بہتر بنایا۔

اکثر مفسرین نے کہا: اس ایک رات میں عمل ان ہزار مہینوں کے اعمال سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ ابو العالیہ نے کہا، لیلۃ القدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو، ایک قول یہ کیا گیا ہے ہزار مہینوں سے مراد سارا زمانہ ہے کیونکہ عرب ہزار کا لفظ اشیاء کی انتہا کو بیان کرنے کے لیے ذکر کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، يَوَدُّ اَحَدُهم لَو يُعَمَّرُ اَلفَ سَنَه (بقرہ) یعنی وہ ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے، زمانہ گزشتہ میں کوئی آدمی اس وقت تک عابد نہ کہلاتا تھا جب تک وہ ہزار ماہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرتا، یہ تراسی سال اور چار ماہ کا عرصہ بنتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی امت کے لیے ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر بنا دی جس میں وہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔ ابو بکر وراق نے کہا، حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی حکومت پانچ سو ماہ تھی اور ذوالقرنین کی حکومت بھی پانچ سو

مہینے تھی دونوں کی حکومت ایک ہزار مہینے ہوگئی اللہ تعالیٰ نے اس ایک رات کے عمل کو جو اس رات کو پائے ان دونوں کی حکومتوں سے بہتر بنادیا۔

فرشتوں کی بہت بڑی تعداد زمین کی طرف

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ

اس رات میں فرشتے اور روح الامین اللہ کی اجازت سے زمین کی طرف آتے ہیں، فرشتے زمین پر آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگتے ہیں، پھر انہیں اجازت دی جاتی ہے، اور یہ بات انتہاء درجہ کی محبت پر دلالت کرتی ہے، اس لیے کہ فرشتے ہمیں چاہتے ہیں، ہماری ملاقات کی تمنا کرتے ہیں، مگر اس ملاقات کے لیے وہ اللہ کی اجازت کے پابند ہوتے ہیں، وہ اجازت کی انتظار کرتے ہیں، جب انہیں ملاقات کی اجازت مل جاتی ہے تو وہ ملاقات کے لیے تشریف لے آتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ فرشتے اس قدر کثیر تعداد میں زمین کی طرف کیوں آتے ہیں؟ کوئی افطاری کرنا مقصود ہوتی ہے؟ نہیں، کیونکہ فرشتے کھانا نہیں کھاتے، پانی نہیں پیتے، کیا کوئی دوسرا فروٹ کھانے کے لیے آتے ہیں؟ بریانی کھانے آتے ہیں؟ تربوز، خربوزہ کھانے آتے ہیں؟ نہیں بلکہ وہ اللہ کی عبادت وبندگی میں مشغول بندوں کی زیارت اور انہیں سلام کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّهُمْ يَنْزِلُونَ لِيُسَلِّمُوا عَلَيْنَا وَلِيَشْفَعُوا لَنَا فَمَنْ أَصَابَتْهُ التَّسْلِيمَةُ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ

وہ اس لیے اترتے ہیں تاکہ ہمیں سلام کریں، اور ہماری سفارش کریں، جس شخص کو ان کا سلام پہنچ گیا سمجھ لو کہ اس کے گناہ معاف کردیے گئے۔

شب قدر کو اتنی فضیلت کیوں دی گئی؟

اللہ تعالیٰ نے اس رات کو اس قدر فضیلت کیوں دی؟ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ یہ چاہتے ہیں کہ اہل زمین اس کی اطاعت میں آج کی رات مشغول ہوں، فرشتے زمین پر اس لیے اترتے ہیں تاکہ از روئے ثواب ان کی نیکی زیادہ ہو، جیسے ایک شخص یہاں سے مکہ جاتا ہے تاکہ وہاں جاکر وہ جو عبادت کرے اس کا اجر اسے وہاں کے حساب سے زیادہ ملے، اور ان ساری باتوں میں انسان کو اطاعت وفرمانبر داری ہی کا شوق دلانا اور ترغیب دینا ہے۔

پھر ایک اور بات ہے کہ انسان جب اطاعت و نیکیاں اپنے بڑوں کے سامنے کرتا ہے، علماء اور زہاد کے سامنے کرتا ہے تو خلوت اور تنہائی کی بہ نسبت زیادہ اچھے انداز میں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنے مقرب فرشتوں کو زمین کی طرف بھیجتا ہے تاکہ انسان کو معلوم ہو جائے کہ وہ ان جانکاروں اور زاہدوں کی موجودگی میں عبادت میں مشغول ہے جو ایک اتم درجہ ہے جو نقصان سے بہت دور ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے کنارے پر ہے، جو جنت کے ساتھ ملی ہوئی ہے، اس میں اس قدر فرشتے ہیں جن کی تعداد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، یہ فرشتے اللہ کی بندگی کرتے ہیں، جبریل کا مقام ان کے درمیان میں ہے، یہاں رہنے والے فرشتوں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہاں کے فرشتے اہل ایمان کے لیے رافت ورحمت کے جذبات رکھتے ہیں، یہ فرشتے جبریل کے ہمراہ زمین پر اترتے ہیں، زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں ہوتا جس پر کوئی فرشتہ سجدے میں نہ ہو یا قیام میں نہ ہو، جہاں بھی جس بھی حالت میں اس رات فرشتے اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔

ان میں جبریل کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ انسانوں سے مصافحہ کرتے ہیں، اس کی علامت یہ بتائی گئی کہ جس کے ساتھ جبریل مصافحہ کرتے ہیں اس کے جسم کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس کا دل نرم ہو جاتا ہے، اس کی آنکھیں بھر آتی ہیں۔

جو شخص اس رات میں تین بار یوں کہے

لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ

تو ایک بار کہنے سے اس کی بخشش کر دی جاتی ہے، ایک بار کہنے سے دوزخ سے نجات مل جاتی ہے، اور ایک بار کہنے سے جنت کا داخلہ مل جاتا ہے۔

شب قدر کا اختتام

شب قدر اختتام پذیر ہوتی ہے تو سب سے پہلے جبریل واپسی کی راہ اختیار کرتے ہیں، واپسی کے بعد وہ سورج کے سامنے اپنے سبز رنگ کے پر پھیلاتے ہیں، اور یہ پر وہ اس رات کے بعد آنے والے دن کی ایک گھڑی میں پھیلاتے ہیں، پھر ایک ایک فرشتے کو بلاتے ہیں، یوں سارے فرشتے واپسی کی راہ لیتے ہیں، فرشتوں اور جبریل کے پروں کا نور جمع ہوتا ہے، پھر جبریل اور ان کے ساتھ والے فرشتے آسمان دنیا اور سورج کے سامنے اس دن کھڑے ہو جاتے ہیں، ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھنے والے اہل ایمان کے لیے دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں، اہل ایمان کے لیے رحمت اور استغفار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

جب شام ہو جاتی ہے تو آسمان دنیا میں داخل ہو جاتے ہیں، پھر ایک ایک حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ان کی طرف آسمان کے فرشتے جمع کیے جاتے ہیں، وہ ان سے ایک ایک آدمی کے بارے میں پوچھتے ہیں

ایک ایک عورت کے بارے میں پوچھتے ہیں، یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں فلاں نے کیا کیا؟ تم نے اسے کیسا پایا؟ وہ کہتے ہیں کہ پہلے سال تو ہم نے اسے عبادت گزار پایا تھا

مگراس سال وہ کوئی نیا ہی کام کر رہا تھا، اور فلاں پہلے کوئی نئی طرح کام کرتا تھا اس سال وہ عبادت گزار تھا، پھر وہ فرشتے پہلے والے کے لیے دعا کرنے سے رک جاتے ہیں، اور دوسرے کے لیے دعا کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں کو تلاوت کرتے دیکھا، فلاں کو رکوع کرتے دیکھا، فلاں کو سجدہ کرتے دیکھا، وہ فرشتے اس رات اور اس دن میں یونہی رہنے کے بعد دوسرے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں، اسی طرح وہ ہر آسمان میں کرتے ہیں یہاں تک کہ سدرۃ المنتہٰی تک پہنچ جاتے ہیں۔

سدرۃ المنتہٰی ان سے پوچھتی ہے اے میرے رہنے والو! مجھے کچھ لوگوں کے بارے میں بتاو، یہ تم پر میرا حق ہے، اور میں اسے پسند کرتی ہوں جسے اللہ پسند کرتے ہیں، چنانچہ وہ سدرہ کو مردوں اور عورتوں کے نام کے ساتھ، ان کے آباء کے نام کے ساتھ بتاتے ہیں، پھر یہ خبر جنت تک پہنچ جاتی ہے۔

جنت عرض کرتی ہے کہ اے میرے اللہ! انہیں میری طرف جلدی لے آ، اور سدرہ والے اور باقی فرشتے جنت کی اس دعا پر آمین آمین کہتے جاتے ہیں۔

پتا چلا کہ جہاں مجمع زیادہ ہوگا وہاں رحمتوں کا نزول زیادہ ہوگا، عرفات کے میدان میں بہت بڑا مجمع ہوتا ہے تو وہاں رحمتوں کا نزول بھی بہت زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح لیلۃ القدر میں مقرب فرشتوں کا ایک جم غفیر ہوتا ہے جس کے باعث بہت زیادہ رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں پیر پیران شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں تحریر فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا،

إِذَا كَانَ لَيلَةُ القَدرِ يَأمُرُ اللّٰهُ تَعَالٰی جِبرِيلَ عَلَيهِ السَّلَامُ أَن يَّنزِلَ إِلَى الأَرضِ وَمَعَهُ سُكَّانُ سِدرَةِ المُنتَهٰی سَبعُونَ أَلفَ مَلَكٍ، وَمَعَهُم أَلوِيَةٌ مِّن نُورٍ فَإِذَا هَبَطُوا إِلَى الأَرضِ رَكَّزَ جِبرِيلُ عَلَيهِ السَّلَامُ لِوَاءَهُ وَالمَلَائِكَةُ عَلَيهِمُ السَّلَامُ أَلوِيَتُهم فِي أَربَعَةِ مَوَاطِنَ عِندَ الكَعبَةِ وَقَبرِ النَّبِي صَلّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَمَسجِدِ بَيتِ المُقَدَّسِ وَمَسجِدِ طُورِ سَينَاءَ، ثُمَّ يَقُولُ جِبرِيلُ عَلَيهِ السَّلَامُ: تَفَرَّقُوا فَيَتَفَرَّقُونَ وَلَا يَبقَى دَارٌ وَّلَا حَجَرٌ وَّلَا بَيتٌ وَّلَا سَفِينَةٌ فِيهَا مُؤمِنٌ أَو مُؤمِنَةٌ إِلَّا دَخَلَتهُ المَلَائِكَةُ عَلَيهِمُ السَّلَامُ

اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں حضرت جبریل کو حکم دیتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے ستر ہزار فرشتے لے کر زمین پر جائیں، ان کے ساتھ نور کے جھنڈے ہوتے ہیں، جب وہ زمین پر اترتے ہیں تو جبریل (علیہ السلام) اور باقی فرشتے چار جگہوں پر اپنے جھنڈے گاڑ دیتے ہیں، کعبہ پر، سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ پر، بیت المقدس کی مسجد پر اور طور سینا کی مسجد پر، پھر جبریل (علیہ السلام) کہتے ہیں کہ زمین پر پھیل جاؤ، پھر فرشتے تمام زمین پر پھیل جاتے ہیں اور جس مکان یا خیمے یا پتھر پر یا کشتی میں غرض جہاں بھی کوئی مسلمان مرد یا عورت ہو، وہاں فرشتے پہنچ جاتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

إِلَّا بَيتًا فِيهِ كَلبٌ أَو خِنزِيرٌ أَو خَمرٌ أَو جُنُبٌ مِّن حَرَامٍ أَو صُورَةُ تَمَاثِيلَ فَيُسَبِّحُونَ وَيُقَدِّسُونَ وَيُهَلِّلُونَ وَيَستَغفِرُونَ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلّى الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ وَقتُ الفَجرِ ثُمَّ يَصعَدُونَ إِلَى السَّمَاءِ فَيَستَقبِلُهُم سُكَّانُ سَمَاءِ الدُّنيَا فَيَقُولُونَ لَهُم: مِن أَينَ أَقبَلتُم؟ فَيَقُولُونَ: كُنَّا فِي الدُّنيَا لِأَنَّ اللَّيلَةَ لَيلَةُ القَدرِ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ سُكَّانُ السَّمَاءِ الدُّنيَا: مَا فَعَلَ اللّٰهُ تَعَالَى بِحَوَائِجِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ جِبرِيلُ عَلَيهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى غَفَرَ لِصَالِحِهِم وَشَفَّعَهُم فِي طَالِحِهِم(غنية الطالبين)

ہاں! جس گھر میں کتا یا خنزیر یا شراب ہو یا تصویروں کے مجسمے ہوں یا کوئی شخص زنا کاری سے جنبی ہو، وہاں نہیں جاتے، پھر فرشتے تسبیح، تقدیس، تہلیل اور امت محمد ﷺ کے لیے استغفار کرتے ہیں، یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو جاتا ہے، پھر فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں، آسمان دنیا کے رہنے والے ان کا استقبال کرتے ہیں، پھر وہ ان سے پوچھتے ہیں کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں تھے کیوں کہ آج کی رات امت محمدیہ کے لیے شب قدر تھی، آسمان دنیا کے رہنے والے ان سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی ضروریات کا کیا کیا؟ جبریل علیہ السلام جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے نیکوکاروں کو معاف کر دیا ہے اور اس کے گناہ گاروں کے حق میں سفارش قبول کر لی ہے۔

اس کے بعد پیر پیران شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فَتَرفَعُ مَلَائِكَةُ سَمَاءِ الدُّنيَا أَصوَاتَهُم بالتَّسبيح وَالتَّقدِيسِ وَالثَّنَاءِ عَلَى رَبِّ العَالَمِينَ شُكراً لمَا أَعطَى اللهُ تَعَالَى هَذِه الأُمَّةَ مِنَ المَغفِرَةِ وَالرِّضوَانِ، ثُمَّ تَشَيَّعَهُم مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ الدُّنيَا إلَى الثَّانِيَةِ كَذَلِكَ وَهَكَذَا إلَى السَّابِعَةِ، ثُمَّ يَقُولُ جِبريلُ عَلَيهِ السَّلَامُ: يَا سُكَّانَ السَّمَاوَاتِ ارْجِعُوا. فَيَرجِعُ مَلَائِكَةُ كُلِّ سَمَاءٍ إلَى مَواضِعِهِم فَإذَا وَصَلُوا إلَى سِدرَةِ المُنتَهَى يَقُولُ لَهُم سُكَّانُهَا: أَينَ كُنتُم؟ فَيَجِيبُونَهُم مِثلَ مَا أَجَابُوا أَهلُ السَّمَاوَاتِ، فَيَرفَع سُكَّانُ سِدرَةِ المُنتَهَى أَصوَاتَهُم بالتَّسبيحِ وَالتَّهلِيل وَالثَّنَاءِ فَتَسمَعُ جَنَّةُ المَأوَى ثُمَّ جَنَّةُ النَّعِيمِ وَجَنَّةُ عَدنٍ وَالفِردَوسِ، وَيَسمَعُ عَرشُ الرَّحمٰن فَيَرفَعُ العَرشُ صَوتَهُ بالتَّسبيح وَالتَّهلِيل وَالثَّنَاءِ عَلَى رَبِّ العَالَمِين شُكرًا لِمَا أَعطِيَ هَذِه الأُمَّة. وَيَقُولُ: إلٰهِي بَلَغَنِي عَنكَ أَنَّكَ غَفَرتَ البَارِحَةَ لِصَالِحِي أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَشَفَّعتَ صَالِحَهَا. فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقتَ يَا عَرشِي وَلِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عِندِي مِنَ الكَرَامَةِ مَا لَا عَينٌ رَأَت وَلَا أُذُنٌ سَمِعَت وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلب بَشَر

اس کے بعد وہ فرشتے دوسرے آسمان پر جاتے ہیں اور وہاں اسی طرح گفتگو ہوتی ہے، پھر آسمان دنیا کے فرشتے اپنی آوازیں تسبیح، تقدیس اور رب العالمین کی ثناء کرنے میں بلند کرتے ہیں، اس شکرانے میں جو اس نے اس امت کی مغفرت کی اور اس سے راضی ہوا۔

پھر آسمان دنیا کے فرشتے اسی طرح دوسرے آسمان کی طرف ان فرشتوں کو رخصت کرتے ہیں، پھر یونہی یہ سلسلہ ساتوں آسمانوں تک رہتا ہے، پھر جبریل علیہ السلام کہتے ہیں، اے آسمانوں کے رہنے والو! لوٹ جاؤ، پھر تمام آسمان کے فرشتے اپنی اپنی جگہوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

جب وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں تو سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے ان سے پوچھتے ہیں کہ تم لوگ کہاں تھے؟ وہ انہیں اسی طرح کا جواب دیں گے جو آسمان والوں نے دیا تھا، پھر سدرۃ المنتہیٰ پر رہنے والے اپنی تسبیح، تہلیل، اور ثناء کی آوازیں بلند کرتے ہیں، جسے جنت الماویٰ، پھر جنت النعیم، جنت عدن اور جنت الفردوس سنتی ہے، اور عرش رحمان سنتا ہے۔

پھر عرش تسبیح، تہلیل، اور رب العالمین کی ثناء کرتے ہوئے اپنی آواز بلند کرتا ہے، اس شکرانے کے طور پر جو کچھ اس امت کو دیا گیا، اور عرش کہتا ہے کہ اے میرے الٰہ! مجھے آپ کی طرف سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے آج کی رات امت محمدیہ کے نیکوکاروں کو معاف کر دیا اور ان کے حق میں سفارش قبول کر لی ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے عرش! تو نے سچ کہا ہے، امت محمدیہ کے لیے میرے ہاں ایک بزرگی ہے، جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں، کسی کان نے سنی نہیں، اور کسی دل پر اس کا کھٹکا نہیں گزرا۔

روح سے مراد کون ہے؟

اس رات میں کثرت سے فرشتے اترتے ہیں، ان کے ساتھ روح بھی اترتے ہیں، یہاں روح کون ہیں؟ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک فرشتہ ہیں جو بہت بڑے ہیں، ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو ایک ہی لقمہ بنا ڈالیں۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ فرشتوں کا ایک گروہ ہے جسے باقی فرشتے شب قدر ہی میں دیکھ رہے ہوتے ہیں، جیسے زاہدین کو ہم صرف عید گاہ میں ہی دیکھ پاتے ہیں۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہوتی ہے جو کھاتے پیتے ہیں، پہنتے ہیں، یہ فرشتوں میں سے نہیں ہوتے، نہ انسانوں میں سے ہوتے ہیں، بعض نے یہ ظاہر کیا ہے کہ شاید ان کی جنت میں خدمت کرنے والے ہوں۔

بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے اس روح سے مراد حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہوں، اس لیے کہ ان کا نام بھی روح اللہ ہے، وہ فرشتوں کے ہمراہ زمین کی طرف اترتے ہیں تاکہ وہ امت محمدیہ کو دیکھ سکیں۔ بعض حضرات یوں کہتے ہیں کہ اس روح سے مراد قرآن کریم ہے، جیسے سورۃ شوریٰ کی آیت 52 میں فرمایا گیا کہ اور اسی طرح ہم نے تمہارے پاس اپنے حکم سے ایک روح بطور وحی نازل کی ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں روح سے مراد رحمت ہے، جیسے سورۃ یوسف کی آیت 87 میں فرمایا گیا کہ اللہ کی روح (رحمت) سے تم مایوس نہ ہو جاؤ۔

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہاں روح سے مراد سب سے اشرف فرشتہ ہے۔

ابی نجیح کی روایت میں ہے کہ روح سے مراد وہ فرشتے ہیں جو حفاظت پر مامور ہوتے ہیں اور کراماً کاتبین فرشتے مراد ہیں، دائیں کاندھے والا اس بندے کے واجبات پورے کرنے کو لکھتا ہے جب کہ بائیں کاندھے والا اس بندے کی بری چیزیں چھوڑنے کو لکھتا ہے۔

امام تفسیر حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے درست اور صحیح بات یہ ہے کہ یہاں روح سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، ان کو فرشتوں سے الگ کرکے اس لیے ذکر فرمایا تاکہ ان کی شرافت اور بزرگی کا اور زیادہ اظہار کیا جائے، گویا اللہ یوں فرمانا چاہتے ہیں کہ باقی سارے فرشتے ترازو کے ایک پلڑے میں اور جبریل ترازو کے ایک پلڑے میں۔

عجیب منظر

وہ بھی کیا عجیب منظر فرشتے دیکھتے ہیں جب اہل زمین انواع واقسام کی طاعات اور نیکیاں دیکھتے ہیں، جو فرشتوں کو آسمانوں میں دکھائی نہیں دیتیں، زمین پر مالدار لوگ اپنے گھروں میں کھانا لاتے ہیں اور فقیروں مسکینوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، فقراء اور مساکین مالداروں کا کھانا کھاتے اور اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں، یہ اطاعت اور نیکی کی ایسی قسم ہے جو آسمانوں میں نہیں دکھائی دیتی، پھر یہاں فرشتے گناہ گاروں کے رونے دھونے، زاریاں کرنے کی آوازیں سنتے ہیں جو آسمانوں میں سنائی نہیں دیتیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں گناہ گاروں کے رونے دھونے کی آواز، تسبیح کرنے والوں کی گونج سے بہت ہی زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ فرشتے آواز لگاتے ہیں کہ آؤ ہم زمین کی طرف چلیں تاکہ ہم ایسی آواز سنیں جو ہمارے رب کو ہماری تسبیح سے زیادہ محبوب

ہے،اور کیوں نہ ہو کہ تسبیح کی آواز اطاعت کرنے والوں کے حال کی خبر ہے، جب کہ گناہ گاروں کا رونا دھونا آسمانوں اور زمینوں کے رب کی غفاریت کا اظہار ہے۔

فرشتے یہاں کیا کرتے ہیں، قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ طلوع فجر تک سلام کہتے رہتے ہیں، ارشاد ہے

کل امر سے کیا مراد ہے؟

یہاں کل امر سے کیا مراد ہے؟ اکثر یہ فرماتے ہیں کہ کل امر سے مراد ہر وہ کام ہے جو اس سال مقدر ہو گا، چاہے وہ کار خیر ہے یا کار شر ہے، اس میں ایک اشارہ اس طرف بھی ہے کہ فرشتوں کا اترنا بھی عبادت ہے کیونکہ فرشتے اپنی خواہشات سے زمین پر نہیں اترتے وہ تو ہر وہ کام لے کر اترتے ہیں جس میں بندگان خدا کی مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے، کل امر ارشاد فرما کر اشارہ کر دیا کہ یہ یہ عام ہے دنیا اور آخرت کے بہترین امور مراد ہیں، یعنی فرشتے وہ امور لے کر آتے ہیں جن میں بندے کی دنیوی اور اخروی اصلاح ہوتی ہے۔

رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ

إِنَّ اللَّهَ يُقَدِّرُ الْمَقَادِيرَ فِي لَيْلَةِ الْبَرَاءَةِ، فَإِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ يُسَلِّمُهَا إِلَى أَرْبَابِهَا

اللہ تعالیٰ شب برأت میں تقدیر مقدر کرتے ہیں جب کہ شب قدر میں انہیں فرشتوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔

بعض حضرات یوں کہتے ہیں کہ شب برأت میں عمریں اور رزق مقدر کیا جاتا ہے جب کہ شب قدر میں امورِ خیر، امورِ برکت و سلامتی مقدر کیے جاتے ہیں، بعض حضرات یوں کہتے ہیں کہ شب قدر میں وہ امور مقدر کیے جاتے ہیں جو دینی اعزاز وافتخار سے متعلق ہوتے ہیں، اور جن میں مسلمانوں کا عظیم نفع متعلق ہوتا ہے، اور

شب برأت میں ان لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں جنہوں نے اس سال مرنا ہے، اور وہ ملک الموت کے سپرد کیے جاتے ہیں۔

طلوع فجر تک سلامتی

سَلامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

طلوع فجر تک سلام ہی سلام کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے اطاعت گزاروں پر سلام بھیجتے ہیں، یہ اس لیے کہ فرشتے رات شروع ہوتے ہی فوج در فوج آسمانوں سے اترتے ہیں اور طلوع فجر تک ان کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے، کثرت سلام کی وجہ سے ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔

اس سلام کو معمولی نہ سمجھا جائے، سات فرشتے اس وقت بھی ابراہیم علیہ السلام پر سلام کہنے آئے تھے جب فرشتوں نے انہیں بیٹے کی خوشخبری سنائی تھی، ابراہیم علیہ السلام نے بچھڑا بھون کے ان کے سامنے پیش کیا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام کو جب نار نمرودی میں ڈالا گیا تھا اس وقت بھی فرشتوں نے ان پر سلام کیا تھا، جس کی بدولت نار نمرودی سلامتی والی بن گئی تھی، اللہ نے اس آگ کو حکم دیا تھا کہ میرے ابراہیم پر سلامتی والی ہو جا، ٹھنڈی ہو جا، ایسی ٹھنڈی نہیں کہ جس سے میرے ابراہیم کو تکلیف پہنچے، بلکہ ایسی ٹھنڈی ہو جا جو سلامتی والی ہو۔

آپ اندازہ فرمایئے کہ اس امت کی اللہ کے ہاں کیا شان ہے اور کیا مقام ہے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کہنے کے لیے فرشتے آسمان سے اترے، جب کہ یہاں امت محمدیہ پر سلام کہنے کے لیے فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔

فرشتوں کی طرف سے امت محمدیہ کے عبادت گزاروں کے لیے طلوع فجر تک سلام کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رات کی قدر دانی نصیب فرمائے۔ آمین

فی سبیل اللہ سرمایہ کاری کا عظیم الشان منصوبہ

لاکھوں لوگوں تک دینی پیغام پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں

دینی مدارس کے غریب، مسکین، نادار اور مستحق طالب علموں کی علمی پیاس بجھانے کے لیے

ملک بھر کی لائبریریوں میں مطالعہ کے لیے

دنیا بھر میں ادارہ آب حیات ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کے زیر اہتمام شائع ہونے والی دینی کتابیں، دینی رسائل اور دینی جرائد علم کے پیاسے غریب، نادار اور اصل مستحقین تک پہنچانے کے لیے

جو دینی کتابیں، رسائل اور دینی جرائد حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، ان تک دینی کتابیں، دینی رسالے اور دینی لٹریچر پہنچانے میں آگے بڑھیے

اس صدقہ جاریہ میں ہمارا ساتھ دیجیے، قیامت تک جاری و ساری رہنے والے اس کام کو پھیلانے اور عام کرنے میں ہمت کیجیے اور آگے بڑھیے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شفاعت کے حق دار بنیے

فی حصہ 5,000 روپے اندرون ملک کتابیں پہنچانے کے لیے

فی حصہ 10,000 روپے بیرون ملک کتابیں پہنچانے کے لیے

عام فی کس 1,000 روپے اندرون ملک رسائل کی ترسیل

لائسنس نمبر: 9236/L1088

اکاؤنٹ نمبر: Code#140540
Title:AAB E HAYAT
Account No 10009037460011
Allied Bank Wahdat Roa Branch Lahore

معراج النبی

بیت المقدس

نماز کتاب

تپتے صحرا

غازی عبدالرشید شہید

فضائل مسجد

شراب خانہ خراب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام

قافلہ الیاسی کا آخری سپاہی

پاکستان کے خلاف گہری سازش

پیغام توحید

ادارہ آب حیات ٹرسٹ لاہور
غوث گارڈن 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ
رابطہ نمبر 0300-0321-9458876